

بچوں کو سمجھنا اور ان کی رہنمائی کرنا

بچوں کے روزمرہ تجربات کا پر تو ان کی شخصیت میں نمایاں ہوتا ہے۔ بچہ پیدا آنشی طور پر برائیاں نہیں ہوتا بلکہ ماحول اور تربیت بچے کے رویے اور عادات پر ڈورس اثرات چھوڑتے ہیں۔ ان کی صحیح تربیت اور مناسب رہنمائی بچوں میں اچھے خصائل و عادات کو پختہ کر سکتی ہے۔ جبکہ غلط اور نامناسب تربیت کی بناء پر بچوں کی عادات بگڑ جاتی ہیں۔ ایک مکتبہ فکر کے مطابق بچوں کی تربیت میں سختی نظم و ضبط کا احساس دلاتی ہے جبکہ دوسرا مکتبہ فکر بچوں کی تربیت اور رہنمائی میں نرمی، شفقت و واگزارئی اور کسی حد تک لچک کی آزادی بھی مہیا کرتے ہیں۔ لہذا ان دونوں مکتبہ فکر کے بنیادی نظریات کو اساس بناتے ہوئے چند اصول و قواعد مرتب کیے گئے ہیں جو بچوں کی مثبت رہنمائی کے لیے مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ مثلاً

- (1) اصول و قواعد پر کار بند رہنا
- (2) مشفقانہ اور نرم رویہ اختیار کرنا
- (3) بے جا روک ٹوک سے احتراز کرنا
- (4) جزا اور سزا سے پرہیز کرنا
- (5) بچے کے لیے خود مثال بننا

(1) اصول و قواعد پر کار بند رہنا

بچوں کی صحیح تربیت درہنمائی کے لیے اصولوں پر کار بند رہنا اولین اور اشد ضروری ہے۔ اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ان اصولوں کی پابندی سختی اور درشت رویے سے کرائی جائے بلکہ پیار و محبت سے ان اصولوں کی پابندی کرانی چاہیے۔ مثلاً رات کو سونے سے پیشتر دانت صاف کرنا اور صبح سویرے منہ دھونا۔ اس عادت میں نافذ کرنے یا اسے اکثر نظر انداز کرنے سے بچہ اس کی اہمیت اور افادیت کو کم تر سمجھے گا اور اپنی مرضی کا معمول اپنالے گا۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ عادات میں پختگی پیدا کرنے کے لیے ثابت قدمی اور ٹھوس ارادے نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(2) مشفقانہ اور نرم رویہ اختیار کرنا

بچوں کی تربیت میں رہنمائی کا دوسرا اہم اصول بچوں کے ساتھ مشفقانہ اور نرم رویہ اختیار کرنا ہے۔ بچے کے ساتھ رہنے اور کام کرنے کے لیے حوصلہ اور ضبط کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ بچہ متعدد بار ایک ہی سوال پوچھتا ہے یا اکثر سوالات پوچھتا رہتا ہے۔ والدین اور بہن بھائی بچے کی اس عادت سے چڑ کر اسے جھڑک دیتے ہیں یا ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں جو درست نہیں ہے۔ کیونکہ بچہ بار بار جوابات سن کر اپنی تسلی اور اعتماد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے ان تمام سوالات کے جوابات بچے کی مکمل تسکین کا باعث ہونے چاہئیں۔

(3) بے جا روک ٹوک سے احتراز کرنا

تمام وقت بچے کو روک ٹوک اس کی پرورش اور تربیت پر برا اثر ڈالتی ہے اور بچہ رد عمل کے طور پر دی گئی ہدایات کو نظر انداز کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح ضروری اور اہم ہدایات بھی اس لاپرواہی اور عادت کی وجہ سے نظر انداز ہو سکتی ہیں۔ اس لیے بے جا روک ٹوک سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور ہدایات بھی مثبت انداز میں ہونی چاہئیں۔

۔ اور سزا سے پرہیز کرنا

بچے کی تربیت اور عادات کی تشکیل میں جزا اور سزا کا عنصر کم سے کم رکھا جائے تو نتائج بہتر ہوتے ہیں۔ ہر اچھی عادت کے حصول اور روزمرہ زندگی کے معمولات کی ادائیگی میں جزا کا اصول کامیاب نہیں رہتا اور ہر غلط عادت اور سست روی پر سزا بھی منفی اثرات کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لیے ایسے فعل جو حقیقت میں قابل سزا ہوں ان پر بچے کی عمر کے مطابق سزا تجویز کی جائے۔ حقیقی تسمین آمیز کاوش پر جزا بھی مثبت اثرات پیدا کرنے میں کامیاب رہتی ہے۔

(5) بچے کے لیے خود مثال بننا

بچے چھوٹی عمر سے ہی نقالی کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ سیکھنے کا عمل مکمل کرتے ہیں۔ اس لیے بچہ ماں باپ اور بہن بھائی کی ہر اچھی و بُری عادت کی نقالی کرتا ہے۔ یہ بچے کی فطرت ہے اور آپ اسے روک نہیں سکتے۔ بچے کا ناپختہ ذہن اچھائی و برائی کی تیز سے بے بہرہ اور انجان ہونے کی بناء پر بچہ ہر فعل و عادت کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر بچے کے لیے اچھی مثالیں موجود ہوں تو بچہ ان کی نقالی اور پیروی کرے گا۔ لہذا بچے کی تربیت و پرورش کے لیے اپنے روزمرہ معمولات کی عادات کو بہتر بنانا ضروری ہے۔ آج کل الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی بہتات مصحوم ذہنوں پر بے انتہا منفی اثرات کا موجب بنتی ہے۔ اس لیے ایسی نشریات اور اشاعت سے بچوں کو باز رکھنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ قابل اعتراض معلومات کی موجودگی میں ذاتی مثال اور کوشش نہ صرف رایگاں جائے گی بلکہ اپنی مثبت افادیت مکمل طور پر کھوے گی۔

مختلف عمر کے بچوں کے مسائل اور ان کا حل

بچوں کی رہنمائی کے لیے ایسے مسائل جو ان کی شخصیت کو بُری طرح متاثر کرتے ہیں، ان مسائل کا تجزیہ اور اس تجزیہ کی روشنی میں مسائل کا حل تلاش کرنا نہایت اہم ہے۔ بچے کی صحیح تربیت و رہنمائی کے لیے غلط عادات اور رویہ کا تجزیہ نہایت ضروری ہے۔ تاکہ اس تجزیہ کی روشنی میں ان کا حل تلاش کیا جائے۔ تجزیہ اکثر بنیادی کمزوری و مسائل کی نشاندہی کرتا ہے اور اس کی روشنی میں بچے کی عمر کی مطابقت سے ان مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔

تین سے دس سال تک کی عمر کے بچے بعض اوقات دوسرے بچوں کے علاوہ اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کرتے ہیں کہ ان کے سنبھالنے والوں کو ان کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہر گھر میں کسی نہ کسی عمر کے بچے ضرور ہوتے ہیں۔ اور گھر کے ہر فرد کو مختلف عمر کے بچوں کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس باب میں بچوں کی پرورش میں پیش آنے والے چند مسائل اور ان کو حل کرنے کی تجاویز دی گئی ہیں۔ صدیوں سے بچوں کو صبر و تحمل، ضبط نفس کی تربیت دی جاتی رہی ہے۔ مگر موجودہ دور میں تربیت کا یہ پہلو خاص توجہ اور ذاتی کوشش کا متقاضی ہے اس لیے ابتدائی سے بچوں کو پُر تشدد واقعات، کہانیوں اور کارٹونوں سے حتیٰ الوسع کم سے کم Interaction کے مواقع دیے جائیں اور یہ کوشش حفظ و مانتقدم کے اصول کے تحت اپنانے سے امید کی جاسکتی ہے کہ آئندہ پیش آنے والے اس قسم کے مسائل سے اگر مکمل طور پر نجات حاصل نہ بھی ہو پھر بھی اس قسم کے مسائل کی شدت میں ضرور کمی ہو سکے گی۔

1- حسد کے جذبات

چھوٹے بچے اکثر حسد کا شکار ہو سکتے ہیں۔ چند بچوں کو دوسرے بچوں کی وجہ سے نظر انداز کرنے سے بچے میں حسد اور جلن کے احساسات اور جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ بچے پورے خاندان کی توجہ اور پیار کا مرکز رہنا پسند کرتے ہیں۔ بڑوں کے رویہ میں چاہت اور محبت بچوں کی تسکین کا باعث بنتی ہے۔ بہن بھائیوں کا آپس میں مقابلہ بھی بچوں میں حسد اور جلن کے احساسات کا باعث بن سکتا ہے۔

بچوں میں اندھیرے کا خوف، شیر، بھالو، یا گھٹتے اور تلی جیسے مختلف جانوروں کا بے جا ڈرا اور خوف افراد خانہ اپنے غلط انداز اور رڈیہ سے بھی پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً اگر بچے کو بار بار کسی چیز، جگہ یا جانور سے خوف دلایا جائے تو یہ خوف ڈرا اس کے دل میں بیٹھ جاتا ہے اور بچہ ڈرا اور خوف کی نہایت خوفناک اور بھیانک صورت کو حقیقت کے روپ میں دیکھ کر ہمیشہ ان جگہوں اور چیزوں سے خوفزدہ رہتا ہے۔ یہ معمول اس کی شخصیت پر منفی اثرات چھوڑ سکتا ہے۔ بچے کو سزا کے طور پر اندھیرے کمرے میں بند کر دینے سے اس کے دل میں اندھیرے سے خوف پیدا ہو جاتا ہے اور وہ کافی عرصہ تک اندھیرے سے ڈرتا ہے۔ یہ ڈرا اور خوف زبانی کلامی بات چیت سے ڈرا کر نامشکل ہوتا ہے۔ اس کے لیے بچے کو ایسے تجربات سے دوچار کرنا لازمی ہے جو اس خوف و ڈرا کی نفی کرنے میں مددگار ثابت ہوں۔ مثلاً اندھیرے میں زبردستی سلائے یا شرم کا احساس دلانے کی بجائے اس کے کمرے میں ہلکی روشنی کا انتظام کیا جائے۔ ایک دو بار اسے کمرے میں اکیلے جانے کی ترغیب دلائی جائے یا پہلے خود اندھیرے کمرے میں جایا جائے، اور بچے کو واپس آ کر یقین دلایا جائے کہ کمرے کے اندر کوئی جانور یا خوف زدہ کرنے والا انسان موجود نہیں ہے۔

3- غصے کا اظہار

عمر کے ہر ڈرا اور ہر حصہ میں کسی حد تک غصے کا اظہار روا رکھنا مناسب اور نارمل سمجھا جاتا ہے۔ مگر تمام وقت غصے کی حالت میں رہنا یا اکثر و بیشتر غصے میں چبھنا چلانا مناسب نہیں ہوتا۔ بعض اوقات چھوٹے بچے بھوک اور تھکاوٹ کی وجہ سے رونا اور زمین پر لیٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس لیے ایسے بچوں کے لیے آسان طریقہ یہ ہے کہ انھیں خوراک وقت پر دی جائے اور سونے اور کھیلنے کے اوقات کی پابندی کرائی جائے جس سے بچہ زیادہ تھکاوٹ محسوس نہیں کرے گا۔ اور یہ کوشش غصہ کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ ہر وقت کی روک ٹوک، بچے کو بیار نہ کرنا، سست کہنا یا انتہائی شدید قسم کا رڈیہ بچے کے لیے غصے کا باعث بن سکتے ہیں۔ بعض حالات میں بچے والدین کی زیادہ توجہ حاصل کرنے کے لیے بھی غصے کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے مواقع پر بچے کے غصے کو نظر انداز کرنا بہتر رہتا ہے۔ بچے کو یہ احساس دلانا ضروری ہے کہ اس کا بے جا غصہ والدین کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

(۱) لڑنا جھگڑنا

بچے آپس میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر اکثر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور حسد کرنا، جھوٹ بولنا یا ایک دوسرے کی چیزیں اٹھالینا ان جھگڑوں کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ ان مختلف حالات کے لیے کوئی ایک حل تو ممکن نہیں اس لیے ایسے حالات میں لڑائی جھگڑے کی وجہ دریافت کرنا ضروری ہے۔ اگر لڑائی جھگڑے کی وجہ حسد اور آپس میں جلن و مقابلہ ہو تو حسد دور کرنے کی کوشش کرنا نہایت ضروری ہے۔ بعض اوقات لڑائی جھگڑے انفرادی اور آپس میں مختلف مشاغل اور شوق کے ٹکراؤ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے حالات میں بچوں کو آپس میں لین دین اور مل جل کر ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنے کے مواقع مہیا کیے جائیں مثلاً ایسے کھیل کھیلے جائیں جس میں ایک یا دو ساتھیوں کی ضرورت ہو۔ مثلاً ریل گاڑی بننا، کورس میں گانا، گروپ میں موسیقی کے آلات استعمال کرنا، بڑی عمر کے بچوں کو مختلف کھیل کھیلانا مثلاً لوڈو، کیرم، شطرنج، ہاکی، کرکٹ وغیرہ۔

ب۔ انگوٹھا چوسنا

زمانہ شیر خوارگی میں اکثر بچے انگوٹھا چوستے ہیں۔ اس لیے اس دور میں والدین اتنے فکر مند نہیں ہوتے۔ والدین کی جانب سے پیار میں کمی یا ماں کا دودھ چھڑانے میں جلدی بھی بچوں میں انگوٹھا چوسنے کی عادت طویل کر سکتی ہے۔ اس مسئلہ پر بچے کے سامنے بحث اور غور و خوض کرنا یا بچے کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس کے لیے یہی مناسب ہے کہ بچے کو مختلف قسم کے مشاغل اور سرگرمیوں میں مصروف کر دیا جائے تاکہ وہ لاشعوری طور پر انگوٹھا چوسنے کی حاجت محسوس نہ کرے۔ والدین کی خصوصی توجہ اور پیار بھی اس عادت کو چھڑانے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

ج۔ جھوٹ بولنا

مار پیٹ اور ڈانٹ سے بچنے کے لیے بچے اکثر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اگر بچہ صرف مار کے خوف سے جھوٹ بولتا ہو تو اسے احساس تحفظ دلایا جائے کہ سچ بولنے پر جسمانی سزا نہیں دی جائے گی۔ اگر بچہ والدین یا کسی اور فرد کی خصوصی توجہ حاصل کرنے کے لیے جھوٹ بولتا ہے تو ایسے بچوں کو یہ سمجھانا چاہیے کہ جھوٹی اطلاعات اور غلط بیانی چھپ نہیں سکتی اور حقیقت ظاہر ہونے پر کوئی بھی اُن کی تعریف نہیں کرے گا۔ اس لیے ان بچوں کو دوسرے مشاغل اور سرگرمیوں میں مصروف رکھنا چاہیے۔ بچے اپنے ساتھیوں اور دوستوں کو مختلف حالات سے بچانے کے لیے بھی ان کی غلطیاں اپنے سر لے لیتے ہیں۔ بچے کو جھوٹ بولنے پر اسے مکمل طور پر نا اہل اور نافرمان جیسے خطابات سے نوازنے کی بجائے اس مسئلہ کا حل تلاش کرنا چاہیے۔ ایسے حالات میں سچ کے فوائد اور جھوٹ کے نقصانات بتانے لازمی ہیں۔ نیز افراد خانہ کو جھوٹ بولنے سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔

بچوں کی بہتر پرورش کے لیے والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ بچوں کی پرورش میں ان کے جذبات کی مناسب تسکین کا خیال رکھیں اور گھر میں ایسا ماحول پیدا کریں جس میں بچے کو انفرادی طور پر تحفظ، اُترت اور اپنائیت کا احساس ہو اور وہ روزمرہ زندگی کی حقیقتوں سے روشناس ہو کر ملک و قوم کے لیے مفید ثابت ہو سکے۔ اس کے لیے لازم ہے کہ والدین، اساتذہ اور عزیز واقارب ایک دوسرے کو بھی اور بچوں کو بھی صبر و تحمل اور ضبط نفس کی تلقین کریں بلکہ خود مثال نظر آئیں۔

نوجوان نسل سے ہر معاشرہ میں کچھ توقعات وابستہ کی جاتی ہیں۔ یہ توقعات ثقافتی، مذہبی اور سماجی اقدار کی عکاس ہوتی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں نوجوانوں سے وابستہ توقعات کا منبع ہمارا مذہب اسلام ہے۔ اسلام میں معاشرتی رویوں اور رہن سہن کے لیے اسوہ حسنہ کی پیروی اور حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات پاک، اخلاق و سیرت سے رہنمائی اور ہدایت صحیح تربیت کے لیے ضروری ہے۔ ہمارے اسلامی ملک میں اجتماعی طور پر یہ وہ توقعات ہیں جو ہمارے والدین اور بزرگ ہمارے نوجوانوں سے وابستہ کرتے ہیں۔

نوجوانوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے والدین کا احترام کریں، اساتذہ سے عزت و تکریم سے پیش آئیں، اپنے پڑوسیوں کے آرام کا خیال رکھیں۔ ہر ایک سے انصاف کریں اور سچ کا ساتھ دیں۔ نیز اپنے اہل خانہ، رشتہ داروں اور عزیزوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ مفلسوں اور ناداروں کی مدد کریں۔ ہر ایک کا خیال رکھیں کیونکہ یہی دین اسلام کا تقاضا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جب بھی اور جہاں کہیں بھی مناسب سمجھیں صبر و تحمل اور ضبط نفس کے مثبت پہلو ذہن نشین کرانے کی کوشش میں نظر آئیں۔ صبر و تحمل اور ضبط نفس کی تربیت کی ضرورت جتنی آج اہم ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ ہمیں دوسروں کی مدد کے لیے عملی طور پر تیار رہنا چاہیے کیونکہ اس جذبہ سے سرشار رہنے میں ہی

خیر و برکت ہے۔

روزِ ترہہ لیکن دین اور فرائض کی ادائیگی میں قرآنی احکامات کی روشنی میں عملی کردار کی توقع ہمارے معاشرے میں اہم درجہ رکھتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ”خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ.“
ترجمہ بہترین انسان وہ ہے۔ جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔

سوالات

- 1- بچوں کی رہنمائی کے بنیادی اصول کون کون سے ہیں؟
- 2- اس باب میں بچوں کے مسائل اور ان کے حل کے بارے میں جو تجاویز دی گئی ہیں انہیں اپنے گھر اور پڑوس کی مثالوں سے واضح کریں۔
- 3- کسی ایسے بچے کا حال لکھیں۔ جو قدم قدم پر ڈر جاتا ہو۔ اگر وہ آپ کا بھائی یا بہن ہوتا تو آپ اس کا یہ خوف کس طرح دور کرنے کی کوشش کرتیں؟
- 4- خالی جگہوں کو پُر کریں۔
 - (i) بچوں کی صحیح تربیت اور رہنمائی کے لیے۔۔۔۔۔ پر کاربند رہنا۔۔۔۔۔ اور اشد ضروری ہے۔
 - (ii) تمام وقت بچے کو روک ٹوک اس کی۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ پر برا اثر ڈالتی ہے۔
 - (iii) بچے چھوٹی عمر سے ہی۔۔۔۔۔ کرتے ہیں۔
 - (iv)۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ سے بچنے کے لیے بچے اکثر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔
 - (v) بچوں کی پرورش میں ان کے۔۔۔۔۔ کی۔۔۔۔۔ کا خیال رکھیں۔
- 5- ذیل میں دیے گئے بیانات میں ہر بیان کے نیچے ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔
 - (i) عادات میں پختگی پیدا کرنے کے لیے نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
 - (1) ثابت قدمی اور پختگی (2) غلط رویے (3) روک ٹوک
 - (ii) بے جا روک ٹوک سے
 - (1) کام کرنا چاہیے (2) احتراز کرنا چاہیے (3) جانا چاہیے
 - (iii) زمانہ شیر خوارگی میں اکثر بچے
 - (1) مارتے ہیں (2) انگوٹھا چوستے ہیں (3) کھانا کھاتے ہیں
 - (iv) ہر وقت کی روک ٹوک بچے کو پیار نہ کرنا یا انتہائی شدید قسم کا رویہ۔
 - (1) غصہ کا باعث بن سکتے ہیں (2) پیار کا باعث بن سکتے ہیں (3) ہمدردی کا باعث بن سکتے ہیں۔